وابستگانِ تحریک اسلامی کی تربیت

ضرورت اور تقاضے

ترتیب

سیّد شکیل احمد انور

وابستگان تحریک اسلامی کی تربیت

کیوں اور کیسے؟

تربیت: کے معنی پالنے، پرورش کرنے، اور مہذب بنانے کے ہیں۔ والدین کے لیے قرآنی دعا کے الفاظ بھی تربیت کا یہی مفہوم اپنے اندر رکھتے ہیں۔

وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ٥ (بنی اسرائیل: ۲۴)

''اور دعا کیا کرو کہ پروردگار! ان پر رحم فرما، جس طرح انھوں نے رحمت وشفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔''

'Lord, Show mercy to them as they nutured me When I was small."

والدین کی طرف سے اولاد کی تربیت کے مفہوم سے آگے تحریک اسلامی کا اپنے وابستگان کی تربیت کا مفہوم کسی قدر زیادہ وسیع ہے۔ مولانا صدرالدین اصلاحیؒ فرماتے ہیں:

''اس سے مراد اصلاح افکار واعمال کی وہ ہمہ گیر کوششیں ہیں، جن کے نتیجے میں لوگوں کا اپنے خدا سے تعلق زیادہ سے زیادہ مضبوط ہوتا جائے۔ ان کے ذہنوں پر آخرت کی فکر چھاتی چلی جائے، ان کے ایمان میں جلا آتی رہے، ان کا دینی شغف برابر ترقی کرتا اور اسلام سے ان کی واقفیت برابر بڑھتی رہے، ان کے اخلاق کی بلندی، عمل کی صالحیت اور سیرت کی پاکیزگی امتیاز کا درجہ حاصل کرتی جائے، دین کی بصیرت اور اقامت کا جذبہ ان کا ذوق اور وجدان بنتا جائے، تحریک کے نصب العین اور اس کی حقانیت پر ان کا یقین حق الیقین سے بدلتا جائے، ان کے تحریکی

افکار میں برابر گہرائی اور یکسوئی آتی جائے اور حق کی خاطر اپنی خواہش، اپنی دلچسپیوں، اپنے مفادات اور اپنے جذبات قربان کرنے کا عزم قوی سے قوی تر ہوتا جائے۔" (تحریک اسلامی ہند، ص:۷۵)

تحریکی تربیت کا خاکہ

تحریک اسلامی اپنے وابستگان کی تربیت منصوبہ بند طریقے پر کرنے کا اہتمام کرتی ہے۔ اس نے ان کے لیے ان کی ہمہ جہتی تربیت کا جو خاکہ تیار کیا ہے، اس کے مطابق انھیں تاکید کی گئی ہے کہ وہ درج ذیل امور کا اہتمام کریں:

☆ فرض وواجب عبادات کی ان کے ظاہری وباطنی محاسن کے ساتھ ادائی

☆ کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کا فہم

☆ حدیث پاک، سیرت طیبہؐ، سیرت صحابہ وصحابیاتؓ اور دینی وتحریکی لٹریچر کا مطالعہ

☆ اذکار مسنونہ کا التزام

☆ نفل نمازوں بالخصوص تہجد اور نفل روزوں کا حسب استطاعت اہتمام

☆ انفاق فی سبیل اللہ

☆ اوامر کی پوری پابندی اور نواہی سے کلّی اجتناب

☆ روزمرہ کے کاموں اور مصروفیات کا احتساب اور توبہ واستغفار

☆ خدا سے اپنے تعلق کا اس پہلو سے جائزہ کہ اخلاص ورضا طلبی، خوف وخشیت، صبر وشکر، مجاہدہ واستقامت، محبت وتوکل اور توبہ وانابت کی کیا کیفیت ہے

☆ اپنے اخلاق ومعاملات کی اصلاح ودرستی

☆ اہل خانہ کی اصلاح وتربیت اور اس غرض کے لیے گھریلو اجتماعات کا اہتمام

☆ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے حقوق کی ادائی کا اہتمام

☆ دعوت وتحریک کے کاموں میں سرگرمی

☆ دین کی راہ میں ایثار وقربانی اور نظم جماعت کی پابندی

☆ نصب العین کے حق ہونے پر کامل یقین، اس کے ساتھ گہری وابستگی، حکمت و دانائی اور لگن کے ساتھ تحریک کے لیے عملی جدوجہد۔

☆ اجتماعیت کی اہمیت کا شعور، مل جل کر جدوجہد کرنے کا جذبہ، اجتماعی فیصلوں کا احترام اور ان کی تعمیل، سمع وطاعت اور اطاعت فی المعروف کا التزام

☆ فکری ہم آہنگی، نصح وخیر خواہی، اخوت ومحبت، ایک دوسرے کے کام آنے کا جذبہ

☆ مامورین کے ساتھ ذمے داروں کا مشفقانہ رویہ اور اجتماعی امور میں ان سے صلاح ومشورہ

☆ تنقید میں احتیاط اور حدود کا پاس ولحاظ، زبان پر قابو، دل سوزی وشفقت کے ساتھ موعظت ونصیحت، تواصی بالحق، تواصی بالصبر اور تواصی بالمرحمہ

☆ انفرادی واجتماعی تمام حالات ومعاملات میں تقویٰ واحسان کی روش، ریا ونمود اور کبر نفس سے اجتناب اور اخلاص وللہیت

☆ اپنی صلاحیتوں کا شعور اور ان کے ارتقاء کی کوشش۔

(میقاتی پروگرام جماعت اسلامی ہند ۲۰۰۷-۲۰۱۱ء)

تحریکی تربیت کا نظام

یہ اکیس (۲۱) امور پر مشتمل انفرادی تربیت کا ایک بہترین خاکہ ہے۔ اس پر عمل درآمد کے بعد مطلوبہ معیار کے حصول کے لیے ابتدائی سطح سے لے کر حلقہ ومرکز کے ذمہ دار کوشاں رہتے ہیں۔ تاکہ ہر فرد اپنی توجہ، استعداد وصلاحیت، اوقات اور سرمایہ وقوت ان امور پر صرف کرتا رہے۔ اس کے لیے مطالعہ وعبادات کا اہتمام، اجتماعات، مطبوعات، دینی، فلاحی اور رفاہی سرگرمیوں اور مہمات، جائزہ و احتساب کی نشستوں اور اجتماعی اصلاح و تربیت کے مختلف پروگراموں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ایک ذمے دار وباشعور فرد اپنی اصلاح وتربیت پر متوجہ رہ کر بھی اجتماعی ماحول ومسائی کا ضرورت مند رہتا ہے۔ دین میں فرض عبادات کا جو نظم ہے اور طرز معاشرت کے ضمن میں فرد، خاندان اور معاشرے کو، جو ہدایات دی گئی ہیں اور مجموعی طور پر ملک کے سماج اور ریاست کے احوال و

کوائف کا جو اثر ہماری روزمرہ زندگی پر پڑتا رہتا ہے، اس کو کسی خودکار نظام (Automatic System) کے ذریعے اپنی اصلاح و تربیت کرتے رہنے پر کاربند نہیں رکھا جاسکتا، جب تک کہ اس مقصد کے لیے ایک سرگرم و جان دار تحریک برپا نہ کی جائے۔ ہر سطح پر ایک باشعور و باحکمت قیادت اس کی پشت پر نہ ہو اور ایک ہمہ گیر اصلاح و تربیت کا منصوبہ بند پروگرام جاری و ساری نہ ہو۔

تحریکی تربیت کے تین اہداف ہیں۔

(۱) باشعور وذمے دار افراد (۲) حکیمانہ قیادت بہ طور مربّی (۳) سرگرم و جان دار تحریک

(۱) باشعور وذمے دار افراد

جہاں تک وابستگان تحریک کا معاملہ ہے، وہ باشعور وذمے دار گروہ کے طور پر اسی وقت ابھر سکتے ہیں، جب وہ ایمانی عزیمت، اخلاقی طاقت، فکری اصابت، ذہنی یکسوئی، حسن عمل، دینی شغف اور تحریکی جوش اور جذبے کا پیکر ہوں اور ان کی اجتماعی قوت تحریک کے لیے وہ حقیقی سرمایہ فراہم کرے، جس کے بل بوتے پر وہ اپنی مشکل اور صبر آزما جدوجہد کو کام یابی سے ہم کنار کرسکے۔ یہ اجزا اس تحریکی قوت کے عناصر ترکیبی ہیں، جس کا احاطہ مولانا صدرالدین اصلاحیؒ کے الفاظ میں اِس طرح کیا جاسکتا ہے:

'ایمانی عزیمت' اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ وابستگان تحریک ''اپنے اندر شیر جیسا دل پیدا کریں، طوفانی دھاروں کے رخ پر تیرنا سیکھیں، ہر طرح کی چوٹ کھانے اور ہر مفاد کی قربانی دینے کے لیے تیار رہیں، ابتدائی انسانی حقوق سے بھی محروم کردیے جانے کے متوقع رہیں۔ صرف 'غیروں' ہی کی نہیں اپنوں کی بھی شدید ترین مخالفتوں سے سابقہ پیش آنے کو یقینی سمجھیں اور ان سے پنجہ آزمائی کا اپنے اندر عزم و حوصلہ رکھیں۔''

'اخلاقی طاقت' کا یہ مطالبہ ہے کہ ''وابستگان تحریک کی سیرت بے داغ ہو، ان کے اخلاق میں دلوں کو جیت لینے والی کشش موجود ہو، وہ برائی کو بھلائی سے دفع کرنا جانتے ہوں اور اپنے قول ہی سے نہیں بلکہ عمل سے بھی دین کی سچی شہادت دے رہے ہوں۔''

'فکری اصابت' کا مطلب یہ ہے کہ ''عصر حاضر میں اسلام کے عقیدے اور امت مسلمہ

کے نصب العین کی جو تشریح تحریکی لٹریچر میں کی گئی ہے اور حصول نصب العین کے لیے، جو اصولی ہدایات تحریک اسلامی نے اپنے وابستگان کو دی ہیں، ان کے سلسلے میں ان کی صفوں میں کامل فکری پختگی پائی جاتی ہو۔''

'ذہنی یکسوئی' کا مطالبہ یہ ہے کہ'' دعوت اسلامی کے برحق ہونے اور اسلام کے کامل نظام زندگی ہونے پر وابستگان تحریک نہ صرف پوری طرح مطمئن ہوں بلکہ اس کی صداقت و حقانیت کا بھرپور مظاہرہ ان کی زندگیوں سے مل رہا ہو اور بندگان خدا کو بھی وہ اپنی قابلیت و صلاحیت کے مطابق مطمئن کرنے کے قابل ہوں اور طریق کار کے پر امن، دستوری و قانونی پہلوؤں پر وہ اس قدر یقین واذعان کے حامل ہوں کہ زمانے کی فسادی وفتنہ پروری ان کو اپنی راہ اعتدال سے سر موانحراف کرنے پر قائل نہ کر سکے۔''

'حسن عمل' کا تقاضا یہ ہے کہ'' وابستگان تحریک سراپا موعظت و نصیحت اور پیکر رحمت بن جائیں۔ اسلامی احکام وہدایات اور شرعی اصولوں اور ضابطوں پر نہ صرف وہ کاربند ہوں بلکہ ان کی حقانیت کو وہ زمانے سے منوانے پر قادر بھی ہوں۔''

'دینی شغف' کا مطلب یہ ہے کہ'' وابستگان تحریک اپنے قول و عمل میں دینی حکمت و دانائی اور راہ اعتدال کا عملی نمونہ پیش کریں، اپنے رہن سہن، چلن، برتاؤ، وضع و قطع اور مشاغل و مصروفیات سے وہ اعمال حسنہ و اذکار مسنونہ کا مظاہرہ کریں۔ ان کی سماجی مصروفیات اور ان کی مذہبی سرگرمیوں میں کامل ہم آہنگی اور موجودہ خدا فراموش ماحول میں نفس کے دباؤ، شیطان کی وسوسہ اندازی اور سماجی ناسازگاریوں کے درمیان وہ مومن صالح کا کردار ادا کرسکیں۔''

'تحریکی جوش اور جذبے' کا مطلب یہ ہے کہ'' وابستگان تحریک اس کے رنگ میں پوری طرح رنگ جائیں اور ان کا ایمان، اخلاق، طرز عمل اور طرز فکر ہر شے ایسی بن جائے، جیسی ایک سچے مومن اور مخلص داعی حق کی ہونی چاہیے۔ تحریکی جدوجہد میں وہ شب و روز مشغول رہیں۔ ان کا اوڑھنا بچھونا، گھریلو اور خاندانی زندگی، ان کی معاشی سرگرمیاں اور ان کی شہری ذمے داریاں سب کچھ تحریکی اہداف کے تابع ہوں۔'' (خلاصہ ارکان کی تربیت از: تحریک اسلامی ہند، ص: ۷۵-۷۸)

(۲) مربیِ قیادت

تحریک کا یہ ذمّے دار اور باشعور فرد کسی گوشۂ تنہائی (Isolation) میں نہیں بن سکتا۔ نہ ازخود اپنے کردار کے ارتقائی منازل طے کر سکتا ہے۔ بلکہ تحریک کے تربیتی نظام میں ایک فعال و کار آمد عنصر اور آمادہ عمل کا پرزہ ہونے کی حیثیت میں اس کا جو مقام ہے، وہ چند دیگر عوامل کی معاونت، شراکت اور حصے داری کا بھی متمنی ہے۔ اگر ایک طرف اس کا شعور، دل چسپی اور کاموں میں اس کی عملی حصے داری و سرگرمی شامل حال رہتی ہے تو وہیں اس نظام کے کار پردازوں اور مربّیوں کا بھی اہم رول ہے اور یہیں سے تحریکی تربیت کے دوسرے حصے حکیمانہ قیادت بہ طور مربی کا بیان شروع ہوتا ہے۔

تحریکی قیادت کا مقام رہنما اور مربی کا ہے۔ وہ منصوبہ بندی، افراد و وسائل کی تنظیم و ترقی اور انھیں مقاصد کے حصول میں باوقار طریقوں سے زیر استعمال لانے، مہمات میں رہ نمائی و سبقت کا فرض نبھانے، کارکنوں کو مہمیز دینے، عواقب عمل کو سہنے کی استطاعت پیدا کرنے، صلاحیت و استعداد کی نشو و نما کرنے، اعمال کا تزکیہ اور احتساب کرنے کے منصب پر فائز ہوتی ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے امت مسلمہ میں دینی قیادت، رہ نمائی اور مسلمانوں کی اجتماعی تربیت کے لیے موزوں مربیوں کی تیاری و فراہمی کے لیے ایک جدید خانقاہ (تربیت گاہ) کا خاکہ قیام جماعت اسلامی سے قبل ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۴-۳۵ میں پیش فرمایا تھا۔ اس کے دیباچے میں انھوں نے لکھا ہے:

''صوفیاے اسلام نے قدیم زمانے میں ایک خاص قسم کا ادارہ قائم کیا تھا، جو اصحاب الصفہ کے نمونے پر تھا۔ اس کا اصطلاحی نام خانقاہ مشہور ہے۔ آج یہ چیز بعض لوگوں کی بے اعتدالیوں کی بہ دولت بگڑ کر اتنی بدنما ہو گئی ہے کہ خانقاہ کا نام سنتے ہی طبیعت اس سے منحرف ہونے لگتی ہے۔ مگر حقیقت میں یہ ایک بہترین انسٹی ٹیوشن تھا، جس سے اسلام میں بڑے بڑے آدمی پیدا ہوئے۔ ضرورت ہے کہ اس قدیم انسٹی ٹیوشن میں وقت اور زمانے کے لحاظ سے ترمیم کر کے از سر نو جان ڈالی جائے اور ہندستان میں جگہ جگہ چھوٹی چھوٹی خانقاہیں ایسی قائم کی جائیں، جن میں فارغ التحصیل

لوگوں کو کچھ عرصے تک رکھ کر اسلام کے متعلق نہایت صالح لٹریچر کا مطالعہ کرایا جائے اور اس کے ساتھ وہاں ایسا ماحول ہو، جس میں زندگی بسر کرنے سے ان کی سیرت خالص اسلامی رنگ میں رنگ جائے۔ اس انسٹی ٹیوشن میں کلب، لائبریری، اکیڈمی اور آشرم کی تمام خصوصیات جمع ہونی چاہئیں اور اس کا صدر ایسا شخص ہونا چاہیے، جو نہ صرف ایک وسیع النظر اور روشن خیال عالم دین ہو بلکہ اس کے ساتھ ہی ایک سچا اور مکمل عملی مسلمان بھی ہو۔ تا کہ اس کی صحبت سے خانقاہ کے ارکان کی زندگیاں اسلام کے سانچے میں ڈھل جائیں۔

''سب سے بڑی چیز جس کی اس وقت کمی نظر آ رہی ہے، وہ صحیح اسلامی تربیت ہے۔ جدید مدارس تو خیر انگریزی اغراض کے لیے قائم ہوئے ہیں مگر ہمارے قدیم عربی مدرسے اور قومی ادارے بھی اس بات میں ناقص ہیں۔ خانقاہ میں ایک ایسا ماحول پیدا کیا جائے جہاں شیخ اور مرید (یہ الفاظ میں مجبوراً استعمال کر رہا ہوں اصطلاحی مفہوم مراد نہیں ہے) دونوں اپنی اصلاح کریں اور ایک دوسرے کی تربیت کریں اور باہر کا جتنا رنگ ہر ایک پر کم یا زیادہ چڑھ گیا ہے اس کو سب مل کر ایک دوسرے کی معاونت سے ایک دوسرے میں خالص اسلامی سیرت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ وہاں احتساب نفس پہلے ہو پھر النصح اللہ کے اصول پر عمل کیا جائے اور مداہنت سے سخت پرہیز کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ اور اکابر اسلام کی زندگیاں پیش نظر رکھی جائیں اور خصوصیت کے ساتھ ان طریقوں کی پیروی کی جائے، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تربیت فرمائی تھی۔''

(سیاسیات الہلال، از عبید اللہ فہد فلاحی)

توقع ہے کہ ان اصولوں پر اسلامی تربیت یافتہ افراد کی ایک ایسی کھیپ تیار ہو جائے گی، جو وابستگان تحریک کی ہر سطح پر تربیت و رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکے گی۔

(۳) تربیت کے لیے سازگار تحریکی ماحول

تحریکی تربیت کا تیسرا ہدف ایک بامقصد، سرگرم اور جان دار تحریک کا غلبہ و عروج ہے۔ تحریک اصلاً سرگرمی، روشنی اور حرارت سے ہی عبارت ہے۔ تحریکی ماحول ہی دراصل وابستگان تحریک کے فکر و عمل کی جولانگاہ اور جہد و کاوش کا میدان اور سرگرمی و جانفشانی کی کارگاہ ہے۔ تحریک جو میدان عمل، دعوتی جدو جہد اور اجتماعی سرگرمی کے عنوان سے فراہم کرتی ہے وہ

وابستگان کی تربیت کا بہترین وسیلہ ہے۔''میدان عمل کی تربیت'' کے عنوان سے آج ایک طرح کی عدم یگانگت کا اظہار کیا جا رہا ہے اور روحانیت کے خیالی پیکروں میں فکر و عمل کی طمانیت تلاش کی جارہی ہے، وہ دراصل نام نہاد، نظری و عملی تیاری، مراقبہ اور صوفیانہ مشاغل کے مغالطوں کے سبب عملی تحریکی سرگرمیوں سے دوری کا نتیجہ ہے۔

تحریک اسلامی نے اپنے وابستگان کی تیاری کے لیے جو 'میدان عمل' فراہم کیا ہے، بانیِ تحریک سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے بہ قول: ''ہمارے نصب العین'' مقصد اور مسلک سے جو لوگ متفق ہو جاتے ہیں ان کی تربیت کے لیے ہمیں کوئی خانقاہ یا تربیت گاہ قائم کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی[1] اول روز سے ہمارا اعتماد تربیت کے اس فطری طریقے پر رہا ہے، جس سے مکہ کے ابتدائی مسلمان تیار کیے گئے تھے۔ ان مسلمانوں کے لیے ان کے اپنے گھر اور ان کی اپنی بستی کے کوچہ و بازار ہی تربیت گاہ تھے۔ زندگی کی آزمایشیں ہی ان کو بنانے اور نکھارنے کے لیے کافی تھیں۔ دعوت حق کو قبول کر کے جب انھوں نے ایک اصول کی پابندی کا فیصلہ کر لیا تو انھیں تربیت دینے کے لیے کسی جنگل یا کھوہ میں لے جانے کی ضرورت پیش نہ آئی، نہ ان کی سیرتوں کی تیاری کے لیے کوئی الگ ادارہ قائم کرنا پڑا۔ وہی معاشرہ جس کے اندر وہ رہتے تھے، ان کی زبان سے اُصول حق کی پابندی کا اعلان سنتے ہی اور ان کی زندگی میں اس اعلان کا اثر محسوس کرتے ہی ان کو رگڑنے، مانجھنے اور تپا تپا کر پختہ کرنے میں لگ گیا اور اسی تربیت گاہ سے وہ لوگ تیار ہو کر نکلے، جو اگرچہ مٹھی بھر تھے مگر انھوں نے چند سال کے اندر عرب کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔

ٹھیک یہی طریقہ تھا جس کی ہم نے تقلید کی۔ اسی فطری طریق تربیت کی جماعت نے اقتدا کی چناں چہ جو شخص بھی جماعت اسلامی میں داخل ہوا اس سے بس یہ عہد لے کر اُسے چھوڑ دیا گیا کہ اب وہ اللہ رب العالمین کا مطیع فرمان اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا پیرو بن کر رہے گا اور اس مقصد کے لیے کام کرے گا کہ اللہ اور رسولؐ کا دین، دنیا میں غالب ہو کر رہے۔ اس کے بعد جو جس ماحول میں تھا وہیں اس کے لیے ایک ہمہ گیر اور ہمہ وقت تربیت گاہ کھل گئی۔ یہ روش اختیار کرتے ہی ہر شخص کو ہر جگہ ایک کش مکش سے سابقہ پیش آیا، جس کی ابتدا اس کے اپنے نفس سے

(۱) مولانا مودودی علیہ الرحمہ نے جدید خانقاہ (تربیت گاہ) کا جو خاکہ (۳۵-۱۹۳۴ء) میں پیش فرمایا تھا اور جس کا تذکرہ گزر چکا ہے وہ مروجہ تصور خانقاہ یا تربیت گاہ سے مختلف تھا۔ جس سے ان سطور میں اعراض فرما رہے ہیں۔

ہوئی اور پھر اس کا دائرہ ان تمام گوشوں تک پھیلتا چلا گیا جہاں اس کی اس نئی روش کا اس بگڑی ہوئی سوسائٹی کے طور طریقوں سے تصادم ہوتا تھا۔ جو لوگ اپنی سیرت کے جس گوشے میں بھی خامی رکھتے تھے، وہ اسی گوشے میں شکست کھا گئے اور اسی کش مکش نے ان کو آپ ہی آپ چھانٹ کر الگ پھینک دیا۔ مگر جو ربنا اللہ کہہ کر اپنے اس قول پر مضبوطی کے ساتھ جم گئے، ان کے لیے یہی کش مکش ایک بہترین مربی اور مزکی ثابت ہوئی۔

اس نے ان کو صبر کی، تحمل کی، ایثار و قربانی کی مشق کرائی۔ اس نے ان کو دھن کا پکا اور ارادے میں پختہ بنایا۔ اس نے ان میں اپنے نصب العین سے عشق اور اس کے لیے جدوجہد کا ولولہ پیدا کیا۔ اس نے ان کو جذبات اور خواہشوں پر قابو پانا سکھایا۔ اس نے ان کو اس قابل بنایا کہ جس چیز کو حق سمجھیں، اس کے لیے کسی خارجی دباؤ یا لالچ کے بغیر اپنے ایمان کے تقاضے سے اپنا وقت، اپنی محنتیں اور اپنے اوقات صرف کریں اور اسی نے ان میں یہ طاقت پیدا کی کہ اپنے مقصد کی راہ میں نقصانات اٹھائیں، خطرات سہیں، مشکلات کا مقابلہ کریں اور بعد کے مراحل کی شدید تر آزمایشوں کا سامنا کر سکیں۔

تربیت کے اس فطری کورس کی مدد کے لیے تین چیزیں اور تھیں: (۱) دعوت و تبلیغ (۲) نظامِ جماعت (۳) روحِ تنقید۔

دعوت و تبلیغ

دعوت و تبلیغ کا صرف یہی ایک فائدہ نہیں ہے کہ آدمی دوسروں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتا ہے، جو اس کی عاقبت کے لیے مفید ہے، بلکہ اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ آدمی کی اپنی اصلاح بھی ساتھ ساتھ ہوتی جاتی ہے۔ تبلیغِ حق کی یہ خاصیت ہے کہ جو شخص اس میں مشغول ہو، اس کی اپنی ذات پر وہ حق خود بہ خود طاری ہوتا چلا جاتا ہے۔ جس کی تبلیغ میں وہ سرگرم ہوتا ہے اس کا چرچا کرنے، اس کی اشاعت کی راہیں تلاش کرنے، اس کی تائید میں دلائل ڈھونڈنے اور اس کی راہ کی رکاوٹیں دور کرنے کی فکر جتنی زیادہ اس کو لاحق ہوتی ہے، اسی قدر زیادہ وہ اس میں مستغرق ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کی خاطر جب وہ طرح طرح کی مزاحمتوں کا مقابلہ کرتا ہے، گالیاں سنتا ہے، طعنے سہتا ہے، الزامات اور اعتراضات برداشت کرتا ہے اور بسا اوقات چوٹیں کھاتا ہے اور ستایا جاتا ہے تو یہ ساری تکلیفیں حق کے ساتھ اس کے عشق کو اور زیادہ بڑھاتی چلی جاتی ہیں۔

نظم جماعت

نظم جماعت کے لیے ہم نے اول روز سے جو بات لوگوں کے ذہن نشیں کی وہ یہ تھی کہ اس جماعت میں وہی شخص داخل ہو، جو اس کو جانچ پرکھ کر پہلے اچھی طرح اس بات کا اطمینان کر لے کہ یہ جماعت فی الواقع اقامت دین کے لیے قائم ہوئی ہے اور اس کی دعوت، طریق کار اور اصولِ تنظیم وہی ہیں، جو قرآن وسنت کے مطابق اقامتِ دین کی سعی کرنے والی ایک جماعت کے ہونے چاہییں۔

جماعت اسلامی نے اس قاعدے کی پابندی سے پہلا فائدہ تو یہ اٹھایا کہ اس میں ایسے لوگ بہت کم داخل ہو سکے، جو اس کے برحق ہونے پر مطمئن نہ ہوں اور محض کسی دماغی لہر کی وجہ سے یا عارضی کشش کے باعث جماعت کی طرف مائل ہو گئے ہوں۔ دوسرا فائدہ یہ اٹھایا کہ جو لوگ بھی جماعت میں آئے وہ ڈسپلن کی پابندی کے لیے کسی خارجی دباؤ کے محتاج نہ تھے۔ انھوں نے زیادہ تر خود اپنے ایمان کے تقاضے سے ڈسپلن کو قبول کیا اور انھیں باقاعدگی، نظم اور ضبط کے ساتھ کام کرنے کا عادی بنانے میں کچھ زیادہ زحمت پیش نہیں آئی۔

روح تنقید

جماعت کی اندرونی خرابیوں کی اصلاح اور اس کے کارکنوں کی تربیت اور تکمیل کے لیے تیسری اہم چیز، جس سے ہم نے مدد لی وہ یہ تھی کہ اوّل روز سے ہم نے جماعت کے اندر روحِ تنقید کو بیدار رکھنے کی کوشش کی۔ تنقید ہی وہ چیز ہے، جو ہر خرابی کی بروقت نشان دہی کرتی اور اس کی اصلاح کا احساس پیدا کرتی ہے۔ جماعت کے ہر شخص کو محض تنقید کا حق ہی حاصل نہیں ہے بلکہ یہ اس کا فرض ہے کہ کسی خرابی کو محسوس کر کے خاموش نہ رہ جائے۔ یہ بات ہر رکن جماعت کے اجتماعی فرائض میں داخل ہے کہ اپنے ساتھی ارکان کی ذات میں یا ان کے جماعتی کردار میں، یا اپنی جماعت کے نظم میں، یا جماعت کے لیڈروں میں اگر وہ کوئی نقص پائے تو اسے بے تکلّف بیان کرے اور اصلاح کی دعوت دے۔ اسی کا یہ فائدہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد پوری جماعت کی تربیت اور تکمیل میں مدد دے رہا ہے اور اپنی تکمیل وتربیت میں اس سے مدد پا رہا ہے۔''

(تحریک اور کارکن، ص:۱۰۱-۱۰۷)

مولانا صدر الدین اصلاحی رحمۃ اللہ علیہ اس حوالے سے رقم طراز ہیں:

"(اس سے مراد) وہ عملی تربیت ہے، جو انھیں دعوتی جدوجہد کے میدان میں آپ سے آپ حاصل ہوتی رہتی ہے۔ کیوں کہ جب وہ حق کی شہادت دینے اور اللہ کے دین کی تبلیغ و اقامت کا فریضہ انجام دینے کے لیے آگے بڑھتے ہیں تو قدرتی طور پر خود ان کی اصلاح و تربیت کے بھی کتنے ہی قوی اسباب آپ سے آپ حرکت میں آجاتے ہیں۔ مثلاً جس وقت کوئی شخص دوسروں کو خدا پرستی کی دعوت دے رہا ہوتا ہے یا ایمان کے تقاضے پورے کرنے کی تلقین کر رہا ہوتا ہے اس وقت اندر سے اس کا ضمیر بھی اسے آواز دیتا ہے اور باہر کی دنیا بھی اس پر تیز نگاہیں ڈال کر پوچھنے لگتی ہے کہ اس بارے میں خود تمھارا اپنا کیا حال ہے؟ جس حق کی دعوت تم دوسروں کو دے رہے ہو اس کے لذت شناس تم خود بھی ہو یا نہیں؟ اگر انسان بالکل ہی بے حس نہ ہو تو ہر طرف سے آنے والی ان تنقیدی آوازوں پر لازماً وہ چونک اٹھتا ہے اور اپنی طرف متوجہ ہو کر اپنے ایمان و عمل کے کھوٹ کو ایک زبردست احساس ندامت کے ساتھ صاف کرنے میں لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جب وہ اس دعوت کے سلسلے میں چوطرفی مخالفتوں، عداوتوں اور مصیبتوں سے مسلسل دوچار ہوتا ہے تو اس بھٹی میں تپ کر اس کا ایمان اور کھرا بن جاتا ہے اور محض اللہ کے دین کی خاطر کام کرنے کے جرم میں جب دنیا اس کو اپنے تمام سہاروں سے محروم کر دیتی ہے تو وہ فطری طور پر اپنے پروردگار کی طرف بھاگتا اور اس کے دامن میں پناہ لیتا ہے، جس کے نتیجے میں اس کے اندر اپنے خدا سے تعلق اور اس پر توکل اور بڑھ جاتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے کہ لوگ اس کے پیغام حیات کو بہرے کانوں سے سن رہے ہیں اور ہلاکت کی راہوں سے پلٹنے کا نام تک نہیں لیتے تو اس کا داعیانہ جوش سرد پڑنے کی بہ جائے اور زیادہ بھڑک اٹھتا ہے اور فلاح و نجات کی شاہ راہ کی طرف ان کا رخ موڑ دینے کے لیے وہ اور زیادہ سرگرم ہو رہتا ہے۔ غرض ایک داعی حق کی دعوتی جدوجہد اس کی مختلف پہلوؤں سے بہترین مربّی ثابت ہوتی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ کوئی شخص اخلاص و صداقت ہی سے بے بہرہ اور صرف نام کا داعی ہو۔ ایسا شخص تو نہ صرف یہ کہ اپنی دعوتی جدوجہد سے کوئی ایمانی یا عملی قوت نہ حاصل کر سکے گا، بلکہ اپنے کو بے نقاب کر کے میدان عمل سے بھاگ کھڑا بھی ہوگا لیکن ظاہر ہے کہ یہاں گفتگو مخلص اور راست باز انسانوں کی ہو رہی ہے، نمائشی لوگوں کی نہیں ہو رہی ہے۔"

(تحریک اسلامی ہند ص: ۷۹، ۸۰)

'میدان عمل' سے تربیتی فوائد حاصل کرنے کے لیے فرد کا اپنے مقصد حیات میں مخلص اور دعوتی جدوجہد میں مصروف ہونا لازمی ہے اور اس پہلو سے فرد کے ساتھ اجتماعیت اور قیادت کے مفوضہ فرائض سے پہلو تہی نہیں کی جاسکتی۔ جس سماج میں مخلص، باشعور اور سرگرم عمل افراد ہوں، اس فرد کو معیار مطلوب تک لے جانے کی مسلسل سعی کرنے والی قیادت اور مربی و نیز ایک تحریکی سرگرمیوں کا ماحول ملے اس سماج میں تحریک اسلامی کا مردمومن، اپنی پوری شان سے جلوہ نما نہیں ہوگا تو کہاں ہوگا!

تربیت اسلامی کی اہمیت اور اس کا انتظام

شریعت اسلامیہ میں تربیت کو ایک بہت ہی اہم مقام حاصل ہے اور اس نے قرآن و سنت کے مطابق اس کی ذمّے داری فرد، خاندان، جماعت، معاشرہ اور حکومت پر اس کی استطاعت اور دائرۂ کار کے اعتبار سے ڈالی ہے۔

فرد پر یہ ذمے داری ہے کہ وہ خود پابند شریعت ہو اور اپنے افراد خاندان کو بھی پابند شریعت بنانے کی کوشش کرے، وہ خود پنج گانہ نمازوں کا پابند ہو اور اپنے افراد خاندان کو بھی پابند بنائے۔ وہ اپنی ملاقاتوں میں لوگوں کو نماز اور دوسری عبادات کی پابندی اور ان کی صحیح روح کے ساتھ ادائی کی طرف متوجہ کرے، وہ مسلمانوں کو اپنے اپنے محلوں یا قریبی مساجد میں جماعت کے ساتھ نماز کی ادائی پر راغب کرے، وہ مسلمانوں کے آپسی تعلقات، شادی بیاہ کے معاملات، مالی لین دین اور دوسرے معاشرتی روابط میں غیر اسلامی طریقوں کو ترک کرنے کی طرف خصوصی توجہ دلائے۔ اسلامی عقائد و تعلیمات سے خود بھی واقف ہونے کی کوشش کرے، دوسرے برادران ملک کو بھی آگاہ کرے۔

خاندان اپنے لیے اسلامی ماحول کو پسند کرنے والا ہو، جہاں ہر فرد روزانہ پابندی کے ساتھ تلاوت کلام پاک اور نمازوں کی ادائی کرتا ہو، آپسی حقوق و فرائض کو حسن و خوبی سے ادا کرنے اور نیکیوں کی تلقین اور برائیوں سے پرہیز کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاتا ہو، جہاں لہو و لعب اور لغویات کا گزر نہ ہو، جہاں مشورہ اور نصیحت کو معمولات زندگی کا مقام حاصل ہو اور جہاں مصیبتوں پر صبر اور نعمتوں پر شکر کرنے کا رواج ہو۔

جماعت اور معاشرے کی ذمے داری یہ ہے کہ جو امور فرد اور خاندان اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق شریعت کی روشنی میں محدود پیمانے پر ادا کرتے یا انجام دیتے ہیں، جماعت یا معاشرہ ان کے لیے مناسب ماحول، اخلاقی و اجتماعی اثر و دباؤ، سہولتیں، وسائل و ذرائع، تعلیم و تربیت کے مواقع اور تعلقات کی اصلاح و تنظیم، حقوق و ذمے داریوں کا تعین، باز پرس اور احتساب کا نظام اور تذکیر و یاددہانی کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔

تحریک اسلامی جو فرد کے ارتقاء، معاشرے کی تعمیر اور ریاست کی تشکیل کے اسلامی پروگرام پر عمل پیرا ہے، وہ اپنے کارکنوں کی ذہنی و فکری، علمی و عملی اور دینی و اخلاقی ہمہ جہت تربیت اور اپنے داخلی استحکام کا خصوصی اہتمام کرنے کی طرف متوجہ رہتی ہے اور اپنے مختلف تربیتی پروگراموں کے ذریعے اس بات کے لیے کوشاں رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کا تعلق زیادہ سے زیادہ مضبوط ہو اور وہ اپنی پوری زندگی میں اسلام کے سچے پیرو، اقامت دین کے لیے سرگرم عمل، راہ حق میں ایثار و قربانی اور صبر و استقامت کا مظہر اور نظم و اجتماعیت کے پہلو سے بنیان مرصوص بن جائیں۔

قابل غور امور و مسائل

تربیت کی مذکورہ بالا اہمیت کے پیش نظر یہ ضروری ہے کہ "فرد" پر جو اس سارے منصوبے کا کلیدی کردار ہے خصوصی توجہ دی جائے۔ اس کے لیے تعلق باللہ کی غیر معمولی اہمیت ہے۔

تعلق باللہ کی مضبوطی کے لیے حسب ذیل اوصاف درکار ہوتے ہیں:

۱- وجود باری تعالیٰ اور توحید کا پختہ یقین

۲- صفات الٰہی اور ان کے تقاضوں کا استحضار صحیح توازن کے ساتھ

۳- زندگی بعد موت پر پختہ یقین

۴- آخرت کی جواب دہی اور دوزخ و جنت کے مناظر کا استحضار

۵- اللہ کی رضا اور آخرت کی کامرانی واقعتاً زندگی کا حقیقی مقصد بن جائیں

۶- ایمان بالرسول کی پختگی اور اس کے تقاضوں کا صحیح شعور ہو

۷- اسلام کے واحد دین حق ہونے پر کامل یقین حاصل ہو اور

۸- محبت خدا اور رسول کا دلوں پر غلبہ ہو۔

مطلوبہ اوصاف کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ قرآن پاک سے ہمارا صحیح تعلق استوار ہو جائے۔

باز پرس اور احتساب کے سلسلے میں بعض لوگ ڈائری رکھنے اور ذمے دار کے سامنے رپورٹ پیش کرنے پر زور دیتے ہیں اور بعض لوگ خود احتسابی کو کافی سمجھتے ہیں۔ یہ دونوں طریقے مطلوبہ معیار کا ذمے دار کارکن بنانے میں مددگار ہو سکتے ہیں مگر یہ رسمی نہیں ہونے چاہئیں۔

اسلام نے احساس ذمے داری کو اجاگر رکھنے، فکر آخرت کی پختگی، اللہ کے حاضر و ناظر ہونے پر پختہ یقین اور قیامت کی باز پرس اور احتساب کا خوف، جزا و سزا کا برحق ہونا اور 'تقویٰ اللہ' پر زور دیا ہے۔ اس لیے کہ جماعتی نظام اور اس کے متعلقات حالات زمانہ کے تابع ہوتے ہیں۔ کسی دور میں ان کا وجود ہوتا ہے اور کبھی بالکل خلا رہ جاتا ہے اور کبھی نظام جماعت ہوتے ہوئے بھی ڈھیل اور بے پروائی ہو جاتی ہے۔ اس لیے ہر حال میں اللہ رب العزت کی جناب میں رہنے کا تصور بندے کے فکر و خیال، مصروفیت، بیداری اور خواب پر مستولی رہے۔ اس سے توقع ہے کہ اس مقصد کا حصول ممکن ہو سکے گا۔

'اپنی تربیت آپ' کے سلسلے میں بعض کتب تحریکی ذمے داروں نے لکھی ہیں، اس سلسلے میں ان کو داخل نصاب تربیت کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ ان کے ذریعے مطالعہ فکر اور ترغیب اعمال کا کام موثر طور پر انجام دیا جا سکے۔ اس کے لیے کسی نگرانِ تربیت کی ضرورت ہے اور کوئی اجتماعی پروگرام اس سلسلے میں ترتیب دیا جانا چاہیے۔ نگرانِ تربیت یا مربی کے لیے ضروری ہے کہ وہ مثالی کردار کا حامل ہو اور کم از کم مذکورہ بالا امور کے سلسلے میں وہ معیار مطلوب پر کھرا اترے۔